

اسلامی اندلس کا طبی سرمایہ

حکیم نعیم الدین زبیری

جرمن مستشرق ایم اُلمان نے اسلام سے قبل خاص کر عربوں کے حوالے سے صحت کے عدم شعور کا نقشہ کھینچتے ہوئے لکھا ہے کہ ،،اس دور میں پینے کے لیے صاف پانی کا حصول تقریباً ناممکن تھا اور یہی حالت غذائی عادات کی غیر صحت مندی کی تھی - مکھیوں اور طفیلی امراض کا سبب بننے والے کیڑوں وغیرہ سے حفاظت کا کوئی تصور موجود نہیں تھا، جس کی وجہ سے مختلف نوع کے متعدی اور جراثیمی امراض عام تھے ، بچے بہت بڑی تعداد میں نو عمری میں ہلاک ہو جاتے اور عمر کا عام اوسط بھی بہت کم تھا - اس زمانے میں جو امراض کثیر الوقوع تھے ان میں ملیریا ، تپ دق ، ککرے ، آشوب چشم ، امیائی اور جراثیمی پیچش ، چیچک ، جذام اور غذائی نقائص کی وجہ سے ہونے والی مختلف قسم کی بیماریاں شامل تھیں -

عربوں کی زبان میں بیماریوں کی اس وبائی کثرت کی وجہ سے امراض اور مختلف مرضی حالتوں کے لیے برہ شمار الفاظ پائے جاتے ہیں - اس کے باوجود عربوں کے پاس اس دور میں طب کا کوئی ایسا باقاعدہ نظام نہیں تھا جس کے مطابق وہ ان امراض کا علاج کر پاتے ہوں - زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ انہیں بعض بیماریوں اور بعض علامات کا علاج تجربے سے معلوم تھا، لیکن ان کی بہت سی علاجی تدابیر ٹوٹکوں اور منتروں پر مشتمل تھیں -

فاضل مستشرق نے عرب معاشرے کی جو تصویر کھینچی ہے مغرب بھی ان سے کچھ مختلف نہیں تھا بلکہ اس کے برخلاف مغربی ملکوں میں علاج معالجے کے بعض ناقابل تصور اور وحشیانہ طریقے رائج تھے جن کی تفصیلات تاریخ طب کی کتابوں میں موجود ہیں۔

ان دونوں خطوں میں اگر کوئی فرق ہے تو یہ کہ ظہور اسلام نے جہاں عربوں کی زندگی میں ذہنی، فکری اور تہذیبی انقلاب برپا کیا وہیں انہیں عہد جاہلیت کے اوہام و خرافات سے نکال کر ایک علمی زندگی بھی عطا کی جب کہ مغرب اس کے بعد بھی صدیوں تک اپنی جہالت میں ڈوبا رہا۔ مغرب کو اس اندھیرے سے نکالنے میں اسلام کے زیر اثر عربوں کی ترقی کا حصہ بہت زیادہ ہے۔ جرے بی ٹرینڈ نے اسپین کی تہذیب و ثقافت پر اسلامی اثرات کا ذکر کرتے ہوئے، لگیسی اوف اسلام، میں اپنے مقالے میں تحریر کیا ہے:

،،دور حاضر کے ہسپانوی مورخین کے علی الرغم یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ یورپ جن دنوں مادی اور روحانی طور پر تنزل و انحطاط کا شکار تھا اس وقت ہسپانیہ کے مسلمان فاتحین ایک عظیم الشان تہذیب کی عمارت قائم کر چکے تھے۔ انہوں نے ایک منظم اقتصادی زندگی کی بنیادیں رکھدی تھیں اور وہ علوم و فنون، فلسفہ اور تعمیرات کے میدانوں میں نئی مثالیں قائم کرنے لگے تھے۔ ہسپانیہ کے مسلم فاتحین کی بلندی فکر کے اثرات یورپ پر ہر حیثیت سے پڑے اور اگلے سینکڑوں برس تک پڑتے رہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مسلم اسپین نے یورپ کو روشنی دکھائی،،

طب و سائنس کے مورخین ظہور اسلام اور اس کے بعد کے ادوار کی جو تفصیلات بیان کرتے ہیں ان سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ مسلمانوں کی آمد سے قبل مسیحی اسپین طب و علاج کے معاملے

میں کس مقام پر تھا۔ ان مورخین کو اس امر کا اعتراف ہے کہ مسلمان جب اسپین میں داخل ہوئے تو علم کے دیگر میدانوں کی طرح طب میں بھی ان کے پاس دوسری ہم عصر قوموں کے مقابلے میں کہیں زیادہ مرتب اور مدون سرمایہ موجود تھا۔ آٹھویں صدی عیسوی میں مسلمانوں نے طبی میدان میں نمایاں حد تک ترقی کے مراحل طے کر لیے تھے۔ یورپ میں اس وقت، طب نہ تو باقاعدہ مدون شکل میں موجود تھی اور نہ اس میں اور جادو ٹونوں میں کوئی واضح فرق ہی دیکھا جا سکتا تھا۔

اسپین کا حال بھی دیگر یورپی ملکوں سے مختلف نہیں تھا، لیکن جیسا کہ تمام غیر ترقی یافتہ اقوام جن میں قبل اسلام کے عرب بھی شامل ہیں علاج معالجے کی کچھ روایات رکھتے ہیں مغرب، بشمول ہسپانیہ ان سے خالی نہیں تھا۔ البتہ ان روایات کو طب کا کوئی باقاعدہ نظام نہیں قرار دیا جا سکتا۔ جب تہذیب و تمدن اور ترقی کا عمل دخل شروع ہوتا ہے تو ان روایات کی علمی بنیادوں پر چھان پھٹک ہوتی ہے اور ان کا مفید حصہ اس علاقے کے طبی نظام کا ایک حصہ بن جاتا ہے۔ اسپین میں داخل ہونے والے مسلمان اطباء نے جن کا طبی اور معالجاتی نظام اس وقت تک ایک واضح علمی شکل اختیار کر چکا تھا، اس خطے کی ان طبی روایات سے کسی نہ کسی درجے میں ضرور استفادہ کیا۔ اس قیاس کو مسلمان اندلسی اطباء کی تصانیف کے اس خصوصی مزاج اور طریق کار سے تقویت ہوتی ہے جس کا مشاہدہ مورخین نے کیا ہے اور اس علاقے کے طبی سرمائے کے مطالعہ سے آج بھی کیا جا سکتا ہے۔ اس دور تک، جب اسپین میں مسلمانوں کے قدم پہنچے، یونانی طب پر عربی اور اسلامی مزاج کے نقوش واضح طور پر ابھرنے لگے تھے۔ مسلمان اطباء نے یونانی خیالات

کو جوں کا توں قبول کرنے کی بجائے ، ان کا جائزہ تنقیدی نقطہ نظر سے لیا اور جو باتیں انہیں محض قیاس معلوم ہوئیں انہیں رد کر دیا اور پھر اپنے تحقیقی ، تجرباتی اور مشاہداتی مزاج کے مطابق ان میں اضافے بھی کیے۔ اس طرح یہ طب اب صحیح معنوں میں اسلامی اور عربی طب بننے کی راہ پر چل پڑی تھی۔ اس زمانے تک مسلمانوں میں جو اطبا اپنی علمی سیادت اور عملی واقفیت کی بنا پر شہرت حاصل کر چکے تھے ان میں غیر عرب اور غیر مسلم اطبا بھی شامل تھے ، لیکن یہ سب کچھ اسلامی اثرات کا نتیجہ تھا۔ اسپین میں مسلمانوں کے داخلے سے قبل اسلامی معاشرہ جن اطبا کے نام اور کام سے واقف ہو چکا تھا ان میں سے حسب ذیل قابل ذکر ہیں :

(۱) حارث بن کلدہ - جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے علاج کے لیے طلب فرمایا تھا اور آپ نے ان کی طبی مہارت کی تعریف بھی فرمائی۔ حارث نے حضرت سعد کے لیے عجوة کھجور اور میتھی پر مشتمل نسخہ تجویز کیا۔ حارث بن کلدہ بعد میں مسلمان ہوئے اور حضرت ابو بکرؓ اور بعض روایات کے مطابق حضرت عمرؓ کے عہد میں وفات پائی۔

نضر بن حارث :- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خالہ زاد بھائی، لیکن آپ کا جانی دشمن : جو جنگ بدر میں مشرکین کے لشکر کا علم بردار تھا۔ جنگ کے دوران گرفتار ہوا اور قتل کر دیا گیا۔ ابن ابی رمثہ :- عہد رسالت میں موجود تھے۔ خاص کر جراحی امراض کے ماہر تھے۔

عبدالملک بن ابجر :- اسکندریہ میں مطب کرتے تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دور میں اسلام لائے اور خلیفۃ المسلمین کے طبیب بھی رہے۔

ابن اثال اور ابو الحکم :- یہ دونوں طبیب حضرت معاویہ کے زمانے میں موجود تھے اور خلیفہ کے طبی مشیر رہے۔ یہ دونوں نصرانی تھے۔ ان کے علاوہ حکیم دمشقی ، عیسیٰ بن حکم ، تیاذوق ، زینب طیہ بنی اود اور بعد کے ادوار میں آل ماسر جویہ ، آل بخت یشوع ، آل حنین جیسے معروف طبی خانوادے اور دیگر متعدد مسلم اور غیر مسلم اطبا اپنی طبی مہارت کی وجہ سے معروف ہو چکے تھے ، اور انہوں نے طبی علوم میں اپنے تجربات سے جو اضافے کیے تھے، اندلس آنے والے مسلمان اطبا کے علم کا حصہ بن چکے تھے۔

اولین اسلامی عہد کے ان اطبا میں سے بعض عربی کے علاوہ فارسی ، یونانی ، سنسکرت ، سریانی اور عبرانی زبانوں سے واقفیت رکھتے تھے۔ ان زبانوں سے واقفیت نے ان کے مطالعے میں وسعت پیدا کی اور اس طرح ان کی طبی معلومات ایک حد تک بین الاقوامی رنگ کی حامل تھیں۔

اگرچہ مورخین طب و علوم اس امر کی وضاحت نہیں کرتے کہ خاص کر عربی طب کا فروغ اندلس کے ابتدائی دور میں کس طرح ہوا اور کن مراحل سے گزرا ، لیکن یہ واضح ہے کہ عربی طب اندلس میں ترقی یافتہ شکل میں داخل ہوئی۔ اس مرحلے کے بعد اندلس بھی اس علمی قافلے میں شامل ہو گیا جس نے ظہور اسلام کے بعد جزیرہ نمائے عرب سے اپنے سفر کی ابتدا کی تھی۔

مسلمان اطبا نے اندلس آنے کے بعد لاطینی زبان سیکھی۔ لی۔ اگرچہ اس دور میں کسی ایسی کتاب کا مورخین ذکر نہیں کرتے جو عربی سے لاطینی میں منتقل ہوئی ہو ، لیکن اس قدر ضرور کہا جا سکتا ہے کہ لاطینی زبان کے ذریعہ اندلس کے عیسائی اطبا اور مسلمانوں کے درمیان افکار کے تبادلے کی ابتدا ہو چکی تھی اور اس طرح عربی طب کے اثرات مغرب پہنچنے شروع ہو گئے تھے۔

اموی دور سے دیگر زبانوں کا علمی سرمایہ عربی میں منتقل ہونا شروع ہو گیا تھا اور یہ سرمایہ جیسا کہ معلوم ہے ، مسلمان اطبا نے جوں کا توں قبول نہیں کر لیا بلکہ اس میں اپنے مشاہدات اور تجربات کو بھی شامل کرنے لگے تھے۔ یونانی علوم کے بارے میں یہ بات معلوم ہے کہ ان میں سے خالص سائنسی علوم کی اساس بھی تجربے اور مشاہدے کی بجائے فلسفہ و قیاس پر تھی۔ مسلمانوں نے ان علوم کو تجرباتی اور مشاہداتی اساس دی۔

نویں عباسی خلیفہ ، واثق باللہ (۱۹۵ - ۲۳۲ ھ) نے اگرچہ بہت کم عمر پائی اور اس کی خلافت کا عہد بھی پانچ سال رہا مگر اسے علمی مجلسوں کے انعقاد کا بڑا شوق تھا ، مسعودی نے مروج الذهب میں ایک ایسی مجلس کا ذکر کیا ہے جس میں بخت یسوع ، حنین بن اسحاق اور سلمویہ جیسے نامور اطبا اور علماء موجود تھے۔ اس مجلس میں خلیفہ نے طب کی اساس کے بارے میں سوال کیا تو ان اطبا میں سے کسی نے (غالباً حنین نے) کہا کہ اطبا کے نزدیک طب کی بنیاد محض تجربے پر ہے۔

اوپر جن دو کتابوں کا ذکر کیا گیا ہے ان کی خصوصیت یہ ہے کہ ان میں یونانی اطبا کے برخلاف جنہوں نے اپنے نظام طب کی اساس محض فلسفیانہ قیاس پر رکھی تھی ، رازی اور طبیری نے اپنے مشاہدات بیان کیے ہیں اور الحاوی تو رازی کے طبی روزنامچے کی حیثیت رکھتی ہے جس میں رازی نے مریضوں کی معالجاتی رو دادیں (کیس ہسٹریز) تحریر کی ہیں۔ اس تفصیل سے غرض اس حقیقت کا اظہار ہے کہ اندلس میں یونانی طب، طبّ عربی کے روپ میں داخل ہوئی اور جیسا کہ معلوم ہے اندلس ، عرب اور یورپ کے درمیان ایک ایسے مضبوط واسطے کی حیثیت رکھتا ہے جس کے ذریعہ عربی

علوم اس دور میں بھی اور اس کے بعد بھی صدیوں تک ہسپانوی زبان کے واسطے سے مغرب تک پہنچتے رہے۔

تاریخ طب پر جو حوالے دستیاب ہیں وہ اس طرف کوئی واضح اشارہ نہیں کرتے کہ دوسری اور تیسری صدی ہجری (آٹھویں اور نویں صدی عیسوی) میں اندلس میں طب نے ترقی اور تقدّم کے کون سے مرحلے طے کیے ، تاہم اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ خطہ عربی اور اسلامی علوم کی تدوین اور یونانی علوم کی تجدید کے معاملے میں بقیہ اسلامی دنیا کے ہم قدم رہا۔

یہ تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ اندلس میں مسلمانوں کے داخلے سے پہلے کی مخصوص تہذیبی اور فکری روایات اگلے ادوار میں کسی نہ کسی حد تک اثر انداز رہی ہیں۔ اگر عمیق مطالعہ کیا جائے تو ان اثرات کے شواہد کو اسلامی اندلس میں فروغ پانے والے فکری ، علمی اور تہذیبی سرمائے میں تلاش کیا جا سکتا ہے ، لیکن یہ مطالعہ اس گفتگو کے دائرہ کار سے غیر متعلق ہے۔

مسلم اسپین میں طب کے فروغ پر اپنے ایک مقالے میں مراکش کے ڈاکٹر عبداللہ الغمرانی نے اندلسی مسلمان اطباء کے اسی مخصوص مزاج کی جانب بعض اشارات کیے ہیں۔ انہوں نے یہ مقالہ تنظیم برائے طب اسلامی کویت کی دوسری سالانہ کانفرنس میں پیش کیا تھا۔

اس فرق کے نتیجے میں اندلسی مسلمان علما میں ایک مخصوص تنقیدی مزاج صاف نظر آتا ہے اور بظاہر ایسا لگتا ہے وہ علم کے مختلف میدانوں میں غیر محسوس طور پر اپنے ایک منفرد مزاج کی نشان دہی کرتے ہیں۔ اس کی ایک وجہ اندلس کے مغربی دنیا سے روابط کو جو اسلامی فتح کے بعد بھی قائم رہے قرار دیا جا سکتا ہے۔ ان روابط کے شواہد میں یہ واقعہ بھی شامل کیا جا سکتا ہے کہ

قسطنطین ہفتم نے ۳۳۶ھ میں عبدالرحمان ثالث کے پاس ایک وفد بھیجا ، یہ وفد خلیفہ کے لیے جو تحائف لایا تھا ان میں دیسقوریدس کی کتاب الادویہ یا الحشائش کا ایک یونانی نسخہ بھی تھا ۔ بتایا جاتا ہے کہ خلیفہ کو کوئی ایسا عالم نہیں ملا جو یونانی سے اس کتاب کا عربی ترجمہ کر دیتا ، اس بنا پر اس نے قسطنطین سے مدد مانگی ۔ عیسائی بادشاہ نے ۳۳۰ھ میں نیکولاس راہب کو ترجمہ کرنے کے لیے اندلس بھیجا ۔ نیکولاس کی زیرنگرانی اس اہم کتاب کا عربی ترجمہ اندلسی مسلمان اور عیسائی علماء نے کیا اور اس طرح طبی نباتات پر یونان کی ایک اہم کتاب کا عربی طبی ادب میں اضافہ ، اندلس کے واسطے سے ہوا ۔ بتایا جاتا ہے کہ دیسقوریدس کی اس کتاب میں کچھ طبی نباتات ایسی تھیں جن سے اہل اندلس واقف نہیں تھے ، ان کا ذکر اس ترجمے میں حذف کر دیا گیا تھا ۔ غالباً اس حذف نے اندلس کے اطبا کا ذہن اس جانب منتقل کیا کہ مقامی طور پر پائی جانے والی نباتات کو جن کے دوائی اثرات سے یہ اطبا واقف تھے علم الادویہ میں باقاعدہ شامل کیا جائے ۔ اس غرض کی تکمیل کے لیے ضروری تھا کہ ان پودوں کی نباتیاتی خصوصیات ، ان کی شناخت اور روئیدگی کی تفصیل ، ان خطوں کے حوالے سے بیان کی جائے ۔ جہاں سے یہ دستیاب ہو سکتی تھیں ۔ پھر ان کی معالجاتی خصوصیات اور مختلف امراض میں ان کے استعمال ، مقدار خوراک ، مضرّت رساں پہلوؤں کو اس انداز پر ترتیب دیا جائے جس انداز پر دیسقوریدس نے لکھا تھا ۔ یہ کام اس وقت تک نہیں ہو سکتا تھا جب تک پودوں کے دوائی اثرات سے اچھی طرح واقفیت رکھنے والے اطبا مختلف علاقوں کا نباتیاتی جائزہ نہ لے لیں ۔ اس نوع کے نباتیاتی جائزوں کا کام اندلس کے جن اطبا نے انجام دیا ان میں ابو

جعفر احمد الغافقی اور ماہر امراض چشم ابن وافد خاص کر لائق ذکر ہیں۔ دوائی نباتات کے اس مطالعے کے دوران اندلسی اطبا نے بعض مفرد اور مرکب ادویہ کا اضافہ عربی علم الادویہ میں کیا۔

اسلامی اندلس کے مسلم اور غیر مسلم اطبا، ان کی علمی اور طبی مہارت، حالات اور تصانیف کا ذکر ابن ابی اصیبعہ نے تفصیل کے ساتھ اپنی کتاب عیون الانباء فی طبقات الاطبا میں، طبقات الاطبا فی بلاد المغرب، کے عنوان سے ایک مستقل باب میں کیا ہے۔ ان اطبا کے حالات کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اندلسی اطبا کو دوائی نباتات کے جائزے، طبی میدان میں کسی خاص شعبے میں اختصاص حاصل کرنے، مشکل امراض کے لیے اطبا کے مشاورتی بورڈ کی تشکیل میں اولیت حاصل رہی ہے۔ ان اطبا کے تفصیلی حالات اس جگہ بیان کرنا بے محل ہو گا؛ لیکن حسب ذیل دو اطبا اور ایک طبی خانوادے کے ذکر کے بغیر یہ مضمون نامکمل رہے گا۔

(۱) ابن جُلجُل (وفات ۳۸۴ھ تقریباً)

اس کا پورا نام ابو داؤد سلیمان بن حسان تھا۔ اپنی طبی مہارت اور علمی فضیلت کی بنا پر معروف تھا۔ معالجات اور علم الادویہ میں اس کی شہرت بے مثل تھی اس نے علما اور اطبا کی سوانح پر ایک کتاب، طبقات الاطبا و الحکماء، کے نام سے لکھی جو ایک اہم کتاب حوالہ سمجھتی جاتی ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ ابن جُلجُل لاطینی اور یونانی زبانیں بھی جانتا تھا اور اس نے اپنی اس کتاب کے لیے اصل یونانی ماخذ سے بھی استفادہ کیا تھا۔ اگرچہ بعض مورخین نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا۔ ابن جُلجُل، دیسقوریڈس کی کتاب النبات کا ترجمہ کرنے والے بورڈ، میں شریک رہا اور اس نے اس ترجمے پر مقدمہ بھی تحریر کیا۔ خلیفہ الموید باللہ، ہشام بن الحکم (۳۶۶ -

۳۹۹ھ) کا سرکاری طبیب رہا۔ اس نے ان ادویہ پر ایک کتاب لکھی جن کا ذکر دیسقوریدس نے نہیں کیا۔ اس کے علاوہ ادویہ التریاق اور کم علم اطبا کی غلطیوں پر ایک رسالہ تحریر کیا۔

(۲) ابو القاسم خلف بن عباس الزہراوی (۳۲۱ - ۵۹۹ھ)

قرطبہ کے قریب مدینہ الزہراء کا رہنے والا تھا۔ خلیفہ حکم ثانی کا طبیب خاص تھا۔ اس کی سب سے زیادہ شہرت جراحی امراض کے علاج، جراحی آلات کی تشکیل اور اس کی تصنیف،،التصريف، کی وجہ سے ہے۔

ابو القاسم الزہراوی نے فن جراحت میں اختصاص پیدا کیا۔ اس نے اپنے استعمال کے جراحی آلات خود ڈیزائن کئے، انہیں اپنی ذاتی نگرانی میں تیار کرایا اور ان کے خاکے اپنی کتاب التصريف میں شامل کیے اور ہر آلے کے استعمال کے بارے میں تفصیل تحریر کی۔ اس کتاب پر دور حاضر کے مورخین طب نے جو کام کیا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ جراحی علاج کے ماہرین اسے کس قدر اہمیت دیتے ہیں۔

کتاب کا عربی متن جراحی آلات کے خاکوں کے ساتھ شائع ہوا، اس کا لاطینی، ترکی اور اردو ترجمہ بھی شائع ہوا اور ابھی ۱۹۶۳ء میں ویلکم انسٹی ٹیوٹ برائے تاریخ طب، لندن نے اس کتاب کے انگریزی ترجمے کو جراحی آلات کی اشکال کے ساتھ شائع کیا ہے۔ (بیت الحکمت ہمدرد یونیورسٹی لائبریری، کراچی میں ان شائع شدہ کتابوں میں درج خاکوں کی مدد سے زہراوی کے جراحی آلات کے ماڈل تیار کرائے گئے ہیں)۔

دراصل سرجری پر الزہراوی کی کتاب اس کی ایک ضخیم ۳۰ جلدوں پر مشتمل کتاب کا دسواں باب ہے۔ زہراوی کے بعد پانچ سو

سال تک مغرب میں جراحی امراض کے علاج کے سلسلے میں اس کتاب کو اولین مرجع کی حیثیت حاصل رہی ہے اور متعدد یورپی زبانوں میں اس کے ترجمے ہوئے۔

زہراوی سے قبل جراحی علاج کو فصد، خلع و کسر کے علاج اور تلوار اور تیر کے زخموں وغیرہ تک محدود سمجھا جاتا تھا۔ اور جیسا کہ اس کے ایک شاگرد ابن القف مسیحی نے لکھا ہے کہ علاج کے ان طریقوں پر عمل، اطبا اپنے لیے کسر شان خیال کرتے تھے اس لیے یہ تمام اعمال حجاموں وغیرہ کے سپرد تھے جو اصول طب اور تشریح اجسام سے ناواقفیت کی وجہ سے مریضوں کو فائدے سے زیادہ نقصان پہنچاتے تھے۔ ان حالات میں معمولی طور پر مجروح مریض ان کے علاج کے نتیجے میں ہلاک ہو جایا کرتے تھے۔ زہراوی، جس نے جراحی کو ایک باقاعدہ علم کی حیثیت دینے کے لیے پہلے علم تشریح الاعضا کے مطالعے پر زور دیا۔ اس نے اپنے طالب علموں کو نصیحت کی کہ جراحی علاج کی جانب کوئی قدم اس وقت تک نہ اٹھانا جب تک تم جسم کا تشریحی مطالعہ نہ کر لو اور اس بات کا علم حاصل نہ کر لو کہ وریدیں، شریانیں اور اعصاب کہاں واقع ہیں اور عضلات کی وضع کیا ہے؟ وہ اپنے شاگردوں سے کہتا ہے کہ اپنے علم کی بنیاد جہاں تک ہو سکے اپنے مشاہدے کو بناؤ، تجربے کو علم کا لازمی حصہ قرار دو۔

اس سے الزہراوی کے عقبری ذہن کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ الزہراوی نے مجروح شریانوں کو جوڑنے، رسولیوں کے اخراج، مٹانے کی پتھری کے جراحی اخراج اور اس طرح کے دیگر متعدد پیچیدہ جراحی عملیوں کو بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے۔ ان جراحی آلات کی وضاحت بھی اس نے کی ہے جو ان عملیوں (اوپریشنز) کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

(۳) اندلسی اطبا کا معروف خاندان بنو زہر بھی کسی تفصیلی تعارف کا متقاضی نہیں ہے۔

اس خاندان کا سربراہ عبدالملک ابن الفقیہ بن مروان تھا۔ اس نے طب کی تعلیم حاصل کرنے اور پھر مریضوں کے علاج کے لیے مختلف ملکوں کا سفر کیا اور پھر آخر عمر تک اشبیلیہ میں مقیم رہا۔ اس کا لڑکا زہر بن عبدالملک معالجات میں اپنے کمال کی بنا پر معروف ہے۔ اس نے ابن سینا کی کتاب پر اعتراضات تحریر کیے۔ کتاب الخواص - کتاب الادویۃ المفردہ - کتاب الايضاح - کتاب حل شکوک رازی - کتاب النکت الطیبہ ، ،مقالہ فی تفسیر رسالۃ الکندی، اس کی بعض تصانیف ہیں جن سے اس کی وسعت معلومات کا اندازہ ہوتا ہے۔

عبدالملک بن زہر اس نسل کا تیسرا طبیب تھا ، اسے خاص کر مفرد اور مرکب ادویہ میں مہارت حاصل تھی ، بتایا جاتا ہے کہ اندلس میں اس کے برابر کسی اور طبیب کو اہمیت نہیں دی جاتی تھی۔

کتاب التریاق - التیسیر فی المداوۃ و التدبیر - کتاب الاغذیہ ، کتاب الزینۃ مقالہ فی علل الکلی (گردوں کے امراض) ، رسالہ فی البرص اس کی بعض تصانیف ہیں۔

الحفید محمد بن زہر، عبدالملک بن زہر کا بیٹا تھا۔ اشبیلیہ میں پیدا ہوا اور بہت کم عمری میں طب میں مہارت حاصل کر لی آخر عمر میں مراکش گیا جہاں اس کا انتقال ہو گیا۔ بتایا جاتا ہے کہ اس کے کسی حاسد عزیز نے اسے زہر دے کر ہلاک کیا۔ اس کی ایک کتاب کا ذکر ملتا ہے جس کا نام ،،التریاق الخمسینی“ ہے۔

ابن الحفید ، محمد بن زہر کا لڑکا تھا۔ اپنے اسلاف کی طرح طب کا ماہر اور خلیفہ ابو عبیداللہ ناصر بن منصور کا ذاتی طبیب تھا۔

اندلسی اطبا کے اس امتیازی وصف کا ذکر کیا جا چکا ہے کہ ان میں اکثر نے اپنے لئے طب کا کوئی شعبہ چن کر اس میں اختصاص (اسپیشلائزیشن) حاصل کیا۔ ایسے بعض اطبا کا ذکر اس جگہ بے محل نہ ہوگا۔

عبدالملک بن ابی العلاء ایک ماہر طبیب تھا، اس نے بعض نادر قسم کی رسولیوں کو سب سے پہلے بیان کیا، غذائی نالی کے ابتدائی حصے یعنی مری میں شگاف دینے کے طریقے کی وضاحت کی اور اس طرح کی دیگر متعدد تحقیقات کی بنا پر معروف ہوا۔

عرب اطبا نے علم النبات کو اب تک محض ایک وسیلہ شفا کی حیثیت سے دیکھا تھا مگر اندلسی اطبا نے اسے ایک خاص شعبہ علم کی حیثیت دینے میں پہل کی۔ اس سے ان میں ابو القاسم المجریطی (وفات ۳۹۳ھ) کو اولیت دی جاتی ہے۔ اگرچہ مجریطی کی زیادہ تر شہرت مہندس اور ماہر فلکیات کی ہے مگر علم النبات دوائی میں اس کا کارنامہ مسلم ہے۔

امراض چشم کے علاج میں ایک اور اندلسی طبیب احمد بن یونس الحرانی لائق ذکر ہے۔ اس میدان میں تخصص رکھنے والا ایک اور طبیب عبدالرحمن الوافد (وفات ۳۶۶ھ) ہے اس نے دوائی نباتات کے علاوہ امراض چشم پر ایک کتاب „تدقیق النظر فی علل حاسة البصر“ کے نام سے لکھی۔

قرطبہ کے ایک طبیب عرب بن سعید (وفات ۳۶۹ھ) کو علم الولادت، امراض حمل اور امراض نسوان کے علاج میں تخصص حاصل رہا۔ اس کی کتاب „خلق الجنین و تدبیر الحبالی والمولدين“ اپنے مندرجات اور مشمولات کی بنا پر بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ اس کتاب کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ اسکوریال میں ہے۔

ذیل میں اندلسی اطباء کی طبی تصانیف کی ایک فہرست پیش کی جا رہی ہے۔

- ۱۔ الادویۃ المفردۃ - ابو الصلت امیہ
- ۲۔ أرجوزۃ فی الطب - سعید بن عبد ربّہ
- ۳۔ اسماء الادویۃ المفردہ من کتاب دیسقوریڈس - ابو العباس بن الرومیہ
- ۴۔ التریاق السبعینی - ابو مروان ابن الزھر
- ۵۔ تعالیق و مجربات فی الطب - سعید بن عبد ربّہ
- ۶۔ تلخیص اول کتاب الادویۃ لجالینوس - ابو الولید ابن رشد
- ۷۔ تلخیص کتاب الاسطقسات لجالینوس - ابو الولید ابن رشد
- ۸۔ تلخیص کتاب الحمیات لجالینوس - ابو الولید ابن رشد
- ۹۔ تلخیص کتاب العلل والاعراض لجالینوس - ابو الولید ابن رشد
- ۱۰۔ تلخیص کتاب القوی الطبیعیۃ لجالینوس - ابو الولید ابن رشد
- ۱۱۔ تلخیص کتاب المزاج لجالینوس - ابو الولید ابن رشد
- ۱۲۔ تلخیص النصف الثانی من کتاب حیلۃ البرء - ابو الولید ابن رشد
- ۱۳۔ الجامع فی الطب فی الادویۃ المفردہ - احمد الغافقی
- ۱۴۔ جمع الفوائد المنتخبۃ من الخواص المجربۃ - ابو مروان ابن زھر
- ۱۵۔ خلق الجنین و تدبیر الحبالی و تدبیر الحبالی و المولیدین - عریب بن سعید (اس کتاب کا مخطوطہ کتب خانہ اسکوریال میں موجود ہے)

- ۱۶ - خواص الادويه المفردة - ابو الصلت اميه (مخطوطه كتب
 خانه آصفيه حيدر آباد دکن بھارت میں ہے)
- ۱۷ - رسالۃ التبیین فیما غلط فیہ بعض المطبیین - ابن جلجل
- ۱۸ - رسالۃ علتی البرص والبهق - ابو مروان ابن زھر
- ۱۹ - الرسالۃ المصریۃ (وفيها ذکر من اجتمع فیها من الاطبا
 وغيرهم من العلماء) - ابو الصلت امیه
- ۲۰ - شرح الارجوزۃ المنسویۃ الی ابن سینا فی الطب - ابو الولید
 ابن رشد
- (مخطوطه : (۱) عراق میوزیم (۲) اسکوریال)
- ۲۱ - الشرح المأمونی لکتاب البقراط المعروف بعده الی الاطباء -
 ابو جعفر یوسف
- ۲۲ - الطب النبوی - ابو مروان ابن زھر (مخطوطه : خزانه عامره
 رباط)
- ۲۳ - علاج الامراض - ابو مروان ابن زھر
- ۲۴ - فی امر الدواء المسهل وکيفية أخذه - ابو مروان ابن زھر
- ۲۵ - کتاب اختصار الحاوی للرازی - ابن باجه
- ۲۶ - کتاب الادویۃ المفردة (جامع الادويه المفردة) - ابن
 سمجون
- ۲۷ - کتاب الادویۃ المفردة - ابن وافد
- ۲۸ - کتاب الادويه المفردة - ابو العلا بن زھر
- ۲۹ - کتاب الادويه المفردة - الشریف محمد بن محمد الحسنی
- ۳۰ - کتاب الادویۃ المفردة علی ترتیب الاعضاء المتشابهة
 الاجزاء و الآلیۃ - ابو الصلت امیه -
- ۳۱ - کتاب اعیان النبات و الشجریات الاندلسیۃ - البکری الطیب
- ۳۲ - کتاب الاغذیۃ - ابو مروان ابن زھر (مخطوطه : مکتبه احمد
 الثالث استانبول) -

- ۳۳ - کتاب الاقتصاد و الایجاد فی اخطاء ابن الجزار فی الاعتماد
عبدالرحمان بن الہیثم
- ۳۴ - کتاب الاقربا ذین - ابن سمجون
- ۳۵ - کتاب الاقربا ذین - سعید بن عبد ربہ
- ۳۶ - کتاب الاكتفاء بالدواء من خواص الاشیاء - عبدالرحمان بن
الہیثم
- ۳۷ - کتاب الانتصار لحنین بن اسحق علی ابن رضوان - ابو
الصلت امیہ
- ۳۸ - کتاب الايضاح بشواهد الافتضاح فی الرد علی ابن رضوان
فیما رده علی حنین - ابو العلاء بن زهر
- ۳۹ - کتاب البستان فی الطب - الرمیلی
- ۴۰ - کتاب التجربتین علی أدویة ابن وافد - ابن باجہ
- ۴۱ - کتاب تدبیر الصحة - ابو جعفر احمد بن حسان
- ۴۲ - کتاب تدقیق النظر فی علل حاسة البصر - ابن وافد
- ۴۳ - کتاب التذکرہ - ابو مروان ابن زهر
- ۴۴ - کتاب التصریف لمن عجز عن التألیف - ابو القاسم خلف بن
عباس الزہراوی (باب ۱۰ ، الزہراوی کے نام سے شائع ہو چکا
ہے جس میں آلات کی شکلیں دی گئی ہیں - متعدد یورپی اور
مشرقی زبانوں میں کتاب کے مصوّر ایڈیشن شائع ہوئے - ایک
تازہ انگریزی ترجمہ جس کا ذکر مضمون میں ہے ویلکم انسٹی
ٹیوٹ نے شائع کیا ہے - دنیا بھر کے کتب خانوں میں متعدد
مخطوطات موجود ہیں - ترکی کے ذخیرہ ولی الدین افندی میں
التصریف کے تین مقالے ۹۰۲ھ کے کتابت کردہ نیز کتب خانہ
احمد ثالث میں ایک مصوّر نسخہ - ذخیرہ شہید علی ۹۳۲ھ
کا کتابت کردہ ایک جز (باب ۲۲) موجود ہیں - الزہراوی کا

ایک بڑا نادر نسخہ جس میں جراحی آلات کی رنگین شکلیں
ہیں خدا بخش اورینٹل لائبریری پٹنہ میں ہے۔

۳۵۔ کتاب تفسیر اسماء الادویہ المفردہ من کتاب دیسقوریدس -
ابن جلجل -

۳۶۔ کتاب التلخیص وقد ضمته ترجمة الادویة المفردة و تحديد
المقادیر المستعملة فی صناعة الطب و الاوزان و المکاییل -
مروان بن جناح (جامعہ استانبول میں ایک مخطوطہ موجود ہے۔

۳۷۔ کتاب التیسیر فی المداواة والتدبير - ابو مروان بن زهر

۳۸۔ کتاب الحضرة المنتخبة فی الادویة المجریه - محی الدین ابن
العربی (ایک مخطوطہ مکتبہ جو روم ترکی میں موجود ہے)

۳۹۔ کتاب الحشائش لדיا سقوریدس ترجمہ ابن جلجل و تصحیح
حنین بن اسحاق (اس نادر کتاب کا ایک مخطوطہ خدا بخش
لائبریری پٹنہ میں موجود ہے)

۵۰۔ کتاب حل شکوک الرازی علی کتب جالینوس - ابو العلاء
بن زهر

۵۱۔ کتاب الخواص - ابو العلاء بن زهر

۵۲۔ کتاب الزینة - ابو مروان بن زهر

۵۳۔ کتاب السمائم - عبدالرحمن بن الہیثم

۵۴۔ کتاب فی الطب - محمد بن تملیح

۵۵۔ کتاب فیہ اقاویل جالینوس فی الشراب - اسحق بن عمران

۵۶۔ کتاب کبیر فی الطب - یحییٰ بن اسحق

۵۷۔ کتاب الکلیات - ابو الولید بن رشد

(ایک مخطوطہ مکتبہ احمد ثالث ترکی میں موجود ہے)

۵۸۔ کتاب الکمال و التمام فی الادویة المسهلة و المقيئة -
عبدالرحمن بن الہیثم -

- ٥٩ - كتاب ، المجدولة فى الادوية المفردة - ابن بكلاروش .
- ٦٠ - كتاب المدخل الى صناعة الطب - اسحق بن سليمان
- ٦١ - كتاب المغيث - ابن وافد
- ٦٢ - كتاب النكت الطبية - ابو العلاء بن زهر
- ٦٣ - كتاب الوساد (اوالرشاد) فى الطب - ابن و افد
- ٦٣ - كتاب يتضمن ذكر شى من اخبار الاطباء و الفلاسفة و لعله طبقات الاطباء و الحكماء - ابن جلجل
- ٦٥ - كلام على شى من كتاب الادوية المفردة لجالينوس - ابن باجة
- ٦٦ - كلام فى المزاج بما هو طبيى - ابن باجة
- ٦٧ - كناش - ابن ابى الصلت
- ٦٨ - كناش فى الطب - يحيى بن اسحاق
- ٦٩ - مجربات - ابو العلاء بن زهر
- ٧٠ - مجربات فى الطب - ابن وافد
- ٧١ - مراجعات و مباحث بين ابى بكر بن الطفيل و بين ابى رشد فى رسمه للدواء فى كتاب الموسوم بالكليات - ابو الوليد بن رشد
- ٧٢ - مسألة فى نوائب الحمى - ابو الوليد بن رشد
- ٧٣ - مقالة فى ان الماء لا يغذو - ابن الذهبى
- ٧٣ - مقالة فى تركيب الادوية - ابو العباس بن الرومية
- ٧٥ - مقالة فى تركيب الادوية - ابو العلاء بن زهر
- ٧٦ - مقاله فى الترياق - ابو الوليد ابن رشد
- ٧٧ - مقاله فى حفظ الصحة - ابو الوليد ابن رشد
- ٧٨ - مقالة فى حميات العفن (العفنه) : - ابو الوليد بن رشد

- ۷۹۔* مقالۃ فی حیلۃ البرء - ابو محمد بن رشد
- ۸۰۔ مقالۃ فی ذکر الادویۃ المستدرکۃ علی کتاب دیسکوریدس
(او مقالۃ فی ذکر الادویۃ التی لم یذکرها دیسکوریدس فی کتابه)
ابن جلجل (ایک مخطوطہ بوڈلین لائبریری اور ایک مکتبہ
نور عثمانیہ ترکی میں موجود ہے)
- ۸۱۔ مقالۃ فی الرد علی ابی علی بن سینا فی مواضع من کتاب
الادویۃ المقردۃ - ابو العلاء بن زہر
- ۸۲۔ مقالہ فی علل الکلی (او علل الکی - ابو مروان ابن زہر
- ۸۳۔ مقالۃ فی المزاج - ابو الولید بن رشد
- اس فہرست میں موسی بن میمون اور ابن البیطار کی
تصانیف بھی شامل کی جا سکتی ہیں کیونکہ یہ دونوں اندلس
کے حالات کی ابتری کے بعد اندلس سے چلے گئے تھے -

کتابیات

- ۱۔ ابن ابی اصیبعہ - عیون الانبا فی طبقات الاطباء، شرح و تحقیق دکتور مزار رضا، بیروت، دار
مکتبہ الحیاء، (بدون تاریخ) .
- ۲۔ ابن جلجل - طبقات الاطباء والحکماء، تحقیق فواد سید، بیروت، مؤسسة الرسالہ، ۱۹۸۵ء .
- ۳۔ الخطیب، حنیفہ - الطب عند العرب، بیروت، الدار الاہلیۃ، ۱۹۸۶ء
- ۴۔ القفطی، تاریخ الحکماء - بغداد، مکتبۃ المشتی، (بدون تاریخ) -
- ۵۔ الشطی، شوکت - الاسلام والطب، مطبوعہ سوريا، ۱۹۵۷ء
- ۶۔ منظمة الطب الاسلامی کویت - ابحاث المؤتمر الثانی - الكويت
- ۷۔ آرنلڈ دی لکیسی اوف اسلام - اوکسفورڈ یونیورسٹی پریس - ۱۹۳۱ء
- ۸۔ ألمان - اسلامک میڈیسن - ایڈنبرگ، ایڈنبرگ یونیورسٹی پریس، ۱۹۷۸ء
- ۹۔ مخطوطات الطب والصیدلة والبیطرة فی مکتبۃ المتحف العراقی - مرتبہ : أسامہ نقشبندی - دار
الحریۃ، بغداد، ۱۹۸۱ء
- ۱۰۔ فہرس مخطوطات دار الکتب الظاہریۃ - مرتبہ سامی خلف حمونہ - مجمع اللغة العربیۃ - دمشق،
۱۹۶۹ء .

- ۱۱ - طب اسلامی برصغیر میں - خدا بخش اورینٹل لائبریری میں جنوبی ایشیائی علاقائی سیمینار
پٹنہ ، ۱۹۸۸ء
- ۱۲ - فہرس مخطوطات الطب الاسلامی فی مکتبات ترکیہ مرکز الابحاث للتاریخ والفنون والثقافة
الاسلامیة استانبول - مرتبه رمضان شش - ۱۹۸۳ء

